© rasailojaraid.com

1

قوم نوح

نشاط حمید (خانیوال)

آدم علیہ السلام کے بعد مشہور اور بڑے نبیوں میں سے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدمؑ کے درمیان ایک ہزار سال کا اور دس پشتوں کا فاصلہ ہے۔

آپؑ کی نبوت سے کافی عرصہ پہلے تک تمام لوگ اسلام پر چلے آرہے تھے لیکن پھر توحید سے انحراف شروع کر دیا۔ درحقیقت انہوں نے اپنے قوم کے صالحین کی بڑی بڑی تصویریں بنا کر عبادت گاہوں میں لٹکا لیں تاکہ ان کی یاد تازہ کر کے ہم بھی اللہ کی عبادت میں مصروف رہیں مگر رفتہ رفتہ شیطان کے ورغلاوے میں آکر انکی پوجا شروع کر دی پھر انکے بت بنا کر رکھ لئے۔

ان کے بتوں کے نام ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر تھے یہ تمام انکی قوم کے صالحین کے نام تھے۔

جب یہ شرک میں حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ:

"ولقد ارسلنا نوحا الی قومه انی لکم نذیر مبین۔"

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے نوح علیہ السلام کو اسکی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ (الھود۔ ۲۵)

نوح علیہ السلام نے بھی وہی دعوت اپنی قوم کو دی جو ہر نبی نے آکر اپنی اپنی قوم کو دی۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ:

وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون۔ (الانبیاء ۲۵)

"اے محمدؐ جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے انکی طرف یہی وحی کی گئی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو۔"

لیکن جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے حکم کے مطابق دعوت و تبلیغ شروع کی تو قوم کے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور کہنے لگے یہ کیسے ممکن ہے تو ایک عام بشر ہو کر نبی ہو۔

ان کے سردار کہنے لگے کہ "اگر یہ واقعی نبی ہوتا تو سیٹھ اور مالدار قسم کے لوگ اس پر ایمان لاتے جبکہ ہم اور یہ بشریت میں مشترک ہیں۔ بھلا اس کو ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے۔ جسکے سبب یہ نبوت کا مستحق ہوا اور ہم نہیں ہوئے۔ (تفسیر ستاری)

> **انکے سردار کہنے لگے کہ "اگر یہ واقعی نبی ہوتا تو سیٹھ اور مالدار قسم کے لوگ اس پر ایمان لاتے جبکہ ہم اور یہ بشریت میں مشترک ہیں۔ بھلا اسکو ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے۔ جسکے سبب یہ نبوت کا مستحق ہوا اور ہم نہیں ہوئے۔**

یعنی وہی شبہ ان مشرکین نے بھی کیا تھا جو شبہ مشرکین مکہ کا تھا اور جو شبہ آج کے ہمارے بعض مسلمان بھی کرتے ہیں کہ "بشریت کے ساتھ نبوت و رسالت کا اجتماع ناممکن ہے۔" (تفسیر القرآن)

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھانا شروع کیا مگر وہ نہ سمجھے جب نوح علیہ السلام نے انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو قوم کے افراد کہنے لگے کہ اگر تو واقعی سچا نبی ہے تو لا عذاب جو تو ہم سے کہہ رہا ہے۔ ہائے افسوس!!! انہیں تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اگر تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقعی سچا نبی ہے تو ہمارے لئے دعا کر کہ خدا ہمیں ہدایت نصیب فرمائے مگر ان بدبختوں نے کہا کہ اگر تو واقعی سچا نبی ہے تو عذاب لا۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی مگر صرف ۸۰ لوگ آپؑ پر ایمان لائے بلکہ بعض مفسرین نے اس سے بھی کم بیان کئے ہیں۔

جب تبلیغ کرتے کرتے آپ بھی تھک گئے اور قوم نے بھی سرکشی نہ چھوڑی اور الٹا آپ کا مذاق اڑاتے رہے اور عذاب کا مطالبہ کرتے رہے تو تنگ آکر نوحؑ نے اللہ سے دعا کی کہ:

رب انی مغلوب فانتصر۔

اے اللہ میں لاچار ہوں میری مدد فرما۔(القمر ۱۰)

جب کفار حد سے بڑھنے لگے تو نوح علیہ السلام نے اللہ سے کفار کیلئے بددعا کی کہ:

رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔

"کہ یارب! زمین پر کوئی کافر نہ رہنے دے۔(نوح ۲۶)

چنانچہ حکم ہوا کہ لکڑی کے تختے کاٹ کر سکھالو اور اس کی کشتی تیار کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ تختے کاٹ کر سکھانے میں سو سال لگے پھر مکمل کشتی کی تیاری میں سو سال لگے۔

قوم کے لوگ جب بھی ان کے پاس سے گزرتے تو مذاق کرتے مثلاً کہ اے نوح نبی بنتے بنتے اب بڑھئی بن گئے ہو یا اے نوح خشکی پر کشتی سے کیا کام لو گے وغیرہ وغیرہ۔ (تفسیر القرآن)

نوح نے جواب دیا کہ جس طرح تم مذاق کر رہے ہو عنقریب اسی طرح ہم تم سے مذاق کریں گے۔(القرآن)

ہائے افسوس!!!! انہیں تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اگر تو واقعی سچا نبی ہے تو ہمارے لئے دعا کر کہ خدا ہمیں ہدایت نصیب فرمائے مگر ان بدبختوں نے کہا کہ اگر تو واقعی سچا نبی ہے تو عذاب لا۔

جب کشتی تیار ہو گئی تو حکم ملا کہ اب ہر ذی روح چیز کا ایک ایک جوڑا اس کشتی میں سوار کروالے۔ بعض نے کہا ہے کہ پودے بھی شامل تھے۔

کشتی کی لمبائی ۳۰۰ گز اونچائی ۳۰ گز اور چوڑائی ۵۰ گز تھی۔ (تفسیر ستاری)

کشتی کے تین حصے تھے' سب سے نچلے میں جانور' درمیان والے میں انسان اور اوپر والے میں پرندے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

پھر حکم ہوا کہ اپنے گھر والوں کو بھی بٹھا لے مگر جو ایمان نہیں لائے انہیں مت بٹھانا۔ آپ کے تین بیٹے سام' حام اور یافث سوار ہوئے چار عورتیں تھیں تین تو ان کی بیویاں اور چوتھی عورت آپ کے چوتھے بیٹے یام (بعض کے نزدیک کنعان) جو کہ مسلمان نہیں ہوا تھا کی بیوی تھی۔ آپ کی بیوی اور بیٹا یام ہلاک ہونیوالوں میں تھے۔

چنانچہ جب تمام لوگ سوار ہو گئے تو اللہ نے آسمان کو حکم دیا کہ پانی برسا اور زمین کو حکم دیا کہ پانی اگل' ابن عباسؓ اور جمہور کا قول ہے کہ روئے زمین سے چشمے پھوٹ پڑے یہاں تک کہ آگ کی جگہ تنور میں سے بھی پانی ابل پڑا۔ (تفسیر ابن کثیر)

آپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مسلمان ہو جا مگر وہ نہ مانا اور کہنے لگا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر پانی سے بچ جاؤں گا۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کوئی پہاڑ تمہیں پناہ نہیں دیگا مگر وہ نہ مانا اور اتنے میں ایک موج آئی اور وہ غرق ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ قوم نوح میں سے کسی پر رحم کرنے والا ہوتا تو اس بچے کی ماں پر کرتا جسے اپنے بچے سے بڑی محبت تھی۔ جب پانی چڑھنا شروع ہوا تو اس نے ایک پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا اور ایک تہائی چڑھ آئی مگر پانی وہاں بھی آگیا۔ وہ دو تہائی چڑھی مگر پانی وہاں بھی آگیا' وہ چوٹی تک پہنچی تو پانی وہاں بھی آگیا جب گردن تک پانی چڑھ گیا تو اس نے اپنے بچے کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر بلند کر لیا مگر پانی چڑھا اور وہ دونوں ہی غرق ہو گئے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

اس وقت پانی روئے زمین پر بھر گیا تھا۔ کسی اونچے اونچے پہاڑ کی بلند سے بلند چوٹی بھی دکھائی نہیں دیتی تھی' پہاڑوں سے بھی ۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاتھ اونچاپانی تھااور ایک قول ہے کہ اسی (۸۰) میل اونچا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ کشتی جس میں صرف ۸۰ انسان سوار تھے۔ ایک سو پچاس دن تیرتی رہی۔ جب اس میں گندگی بہت ہو گئی تو نوح علیہ السلام نے دعا کی جس پر حکم ہوا کہ ہاتھی کی دم کو ہلاؤ۔ اس میں سے خنزیر کا جوڑا نکلا اور ساری غلاظت کھا گیا۔

جب چوہے بہت زیادہ ہو گئے تو شیر کی ناک کھجانے سے ایک بلی نکلی اور تمام چوہے کھا گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

جب اللہ تعالیٰ نے طوفان بند کر لینے کا فیصلہ کیا تو روئے زمین پر ایک ہوا بھیج دی جس نے پانی کو ساکن کر دیا اور اس کا ابلنا بند ہو گیا۔ ساتھ ہی آسمان کے جو دروازے پانی برسا رہے تھے بند کر دیئے گئے۔ زمین کو حکم ہوا کہ پانی نگل لے اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا۔

پھر نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا کہ زمین کا چکر لگا کر آئے کہ پانی خشک ہوا یا نہیں مگر وہ وہیں مردار کھانے بیٹھ گیا اور واپس نہ آیا۔ اس پر نوح علیہ السلام نے اس کے لئے بد دعا کی اسی لئے وہ گھروں سے مانوس نہیں ہوتا۔ چھٹے دن آپ نے کبوتر کو بھیجا تو وہ اپنی چونچ میں زیتون کی ٹہنی لے کر آیا جس سے آپ سمجھ گئے کہ زمین خشک ہو چکی ہے۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے ۱۵۰ دن کے بعد آپ جودی پہاڑ پر اترے اور وہاں اتر کر جو بستی آباد کی اسے "ثمانین" کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ واقعہ ان واقعات میں سے ایک ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں ہوئے لیکن بذریعہ وحی نبی ﷺ تک پہنچے اور انہوں نے ہمیں خبر دی تاکہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں۔

بقیہ: خوشیوں کا موسم بہار

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فکلوا منها و اطعموا البائس الفقیر"۔ (سورۃ حج آیت ۲۸)

تم ان میں سے (یعنی قربانی کے گوشت میں سے) کھاؤ اور تنگدست فقیر کو کھلاؤ۔ اس آیت میں غرباء نوازی کا حکم دیا گیا ہے کہ عید کا دن خوشی کا وقت ہے لہذا یتیموں، غریبوں بیواؤں کی بھی خبر لو۔

مقصود قربانی

عیدالاضحیٰ کے دن بلاد اسلام میں اللہ کے نام پر خون بہایا جاتا ہے اور اس دن ہر مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ مگر سیلان خون اور گوشت خوریاں ہی جشن کے منانے کا حقیقی مقصد نہیں بلکہ حصول تقویٰ، اخلاص اور وہ جذبہ مطلوب ہے جس کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نے اپنے اپنے عمل سے کیا تھا۔ لہٰذا جو مسلمان خلوص و للٰہیت کے ساتھ قربانی کے جشن میں ذبح عظیم کا منظر پیش کرتا ہے۔ بارگاہ قدس سے وہ بقائے دوام، حیات جاوید اور "بل هم احياء" کے سرخ خلعت سے سرفراز ہوتا ہے۔ جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور خداوند قدوس اپنے پاس کی روزی سے اس کو سیر فرماتا ہے۔

© rasailojaraid.com